پروفیسر ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ
شخصیت اور خدمات

* ڈاکٹر علی اصغر چشتی

ہزاروں سال نرگس! اپنی بے نوری پہ روتی ہے
چمن میں تب کہیں ہوتا ہے جا کر دیدہ ور پیدا

عالم دُنیا میں آمدورفت کا سلسلہ سیّدنا آدم علیہ السلام کے دَور سے پورے تسلسل کے ساتھ جاری ہے۔ اب تک اس کائنات میں اربوں افراد آئے۔ یہاں اپنی حیات مستعار کے شب و روز سے لطف اندوز ہوئے اور پھر خاموشی کے ساتھ عالم آخرت کی طرف منتقل ہوئے۔ دُنیائے دوں میں رہنے والا ہر فرد بشر عالم سفر میں ہے۔ حرکت و اضطراب میں ہے۔ حیرت و تحیر میں ہے۔ ہر گھڑی اور ہر لمحہ آنے والوں کا استقبال ہو رہا ہے اور جانے والوں کو الوداع کہا جا رہا ہے۔ اس چیستان میں کسی کو کوئی خبر نہیں کہ آنے والے لمحات میں اس کے ساتھ کیا ہونے والا ہے اور کن حالات سے اس کو دوچار ہونا ہے۔ اُس فلسفی صاحب شعور نے کیا سچ کہا ہے:

ایک مُعمّہ ہے سمجھنے کا نہ سمجھانے کا
زندگی کاہے کو ہے خواب ہے دیوانے کا

ہمارے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ ڈاکٹر محمود احمد غازی، جوابِ ابرِ بہار کی صورت اختیار کر چکے تھے۔ اتنی وارفتگی کے ساتھ آناً فاناً اور بلاتمہید پردہ اٹھائیں گے اور دبیز پردوں کے پیچھے چلے جائیں گے۔ ایسے پردوں کے پیچھے جہاں ہم انہیں دیکھ نہیں پائیں گے۔ ڈاکٹر غازی کو اللہ جل شانہ نے زندگی بھر صحت اور عافیت کے ساتھ رکھا۔ آپ کبھی ہسپتال میں داخل نہیں ہوئے۔ اب کی بار پہلی اور آخری مرتبہ P.I.M.S کے شعبہ انتہائی نگہداشت میں گئے۔ ڈاکٹر نے انجکشن دیا تو بحال ہوئے، افاقہ ہوا لیکن یہ شاید انہیں بھی معلوم نہ تھا کہ افاقہ وقتی اور عارضی ہے اور اب وہ اس عالم میں چند ساعتوں کے مہمان ہیں۔

---

* ڈین کلیہ عربی و علوم اسلامیہ، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد۔

درسِ نظامی کی تکمیل کے علاوہ ڈاکٹر غازی نے میٹرک کیا۔ایف اے کیا اور بی۔اے کا امتحان پاس کیا۔ان تمام مراحل کے امتحانات آپ نے پرائیوٹ طالب علم کی حیثیت سے اپنے مطالعہ اور محنت کے بل بوتے پر پاس کیے۔

ڈاکٹر غازی صاحب نے اپنی تدریسی زندگی کا آغاز درسِ نظامی کی تکمیل کے بعد عالم شباب میں کیا۔آپ نے مولانا عبدالجبار غازی کے قائم کردہ مدرسہ ملیہ اسلامیہ میں پڑھانا شروع کیا۔تدریس کے ساتھ ساتھ آپ اپنے ذوق و شوق کی بنا پر اسلام آباد کی لائبریریوں سے استفادہ کرتے تھے۔شیخ صاوی شعلان کے ساتھ آپ کی ملاقات ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی کی لائبریری میں ہوئی۔شیخ شعلان نے جب آپ کو بتایا کہ وہ مصر کے معروف ومشہور شاعر ہیں اور یہاں آ کر علامہ اقبال کے کلام کی تعریب کرنا چاہتے ہیں ۔دورانِ گفتگو جب شیخ نے غازی صاحب کو کلام اقبال کی تعریب کے ضمن میں مدد کے لیے کہا تو غازی صاحب نے فوراً ہامی بھر لی اور اس کام میں اس حد تک منہمک ہو گئے کہ مدرسہ ملیہ اسلامیہ کی تدریس سے مستعفی ہو گئے۔غازی صاحب بتاتے تھے کہ شیخ شعلان کے ساتھ رہ کر انہیں کلام اقبال کو بہت تفصیل اور غور وخوض کے ساتھ پڑھنے کا موقع ملا۔علاوہ ازیں اس عرصہ میں عربی زبان کا ذوق بھی بڑھ گیا اور استعداد میں بھی اضافہ ہوا۔شیخ صاوی شعلان کا پروجیکٹ مکمل ہو گیا تو وہ واپس چلے گئے ۔لیکن غازی صاحب حسب معمول ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی کی لائبریری سے منسلک رہے۔غازی صاحب بتاتے ہیں کہ جب ادارہ تحقیقاتِ اسلامی کے رفقاءِ تحقیق کو ان کی عربی زبان میں مہارت اور صلاحیت کا علم ہوا تو انہوں نے ادارۂ کی انتظامیہ سے بات کی اور اس طرح انہیں ادارہ میں کام کرنے کی پیشکش ہوئی ۔ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی کو join کر لینے کے بعد غازی صاحب نے بہت سرعت کے ساتھ اپنے آپ کو improve کیا۔

1972ء میں آپؒ نے ایم۔اے (عربی) کا امتحان پاس کیا۔پھر انگریزی کی طرف توجہ دی اور انگریزی زبان میں اتنی مہارت حاصل کر لی کہ پڑھ بھی سکتے تھے اور لکھ بھی سکتے تھے۔اس کے ساتھ آپ نے فرنچ زبان بھی سیکھی اور فرنچ کلچرل سنٹر سے ڈپلومہ حاصل کیا۔ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی کی لائبریری سے ڈاکٹر غازی صاحب نے بھرپور استفادہ کیا اور مسلسل استفادہ کیا۔آپ ہمیں بتاتے تھے کہ ادارہ کی لائبریری محض لائبریری نہیں یہ بہت بڑا قیمتی خزانہ ہے اس خزانہ کی قدر و قیمت وہی لوگ جان سکتے ہیں جو اس سے تعلق رکھتے ہیں۔آپ کہا کرتے تھے کہ اس دور کے طلبہ اور اساتذہ محض اپنی ضرورت کے مطابق کتاب سے معلومات لیتے ہیں پوری کتاب پڑھنا گوارا نہیں کرتے ۔حالانکہ کتاب کو غلاف سے غلاف تک پڑھنا چاہیے اور پورے غور وخوض کے ساتھ پڑھنا چاہیے۔

ڈاکٹر غازی صاحب کے بارے میں عام طور سے مشہور یہ تھا کہ آپ عربی زبان کے ماہر ہیں ۔ترجمانی کے ماہر

میں جو دینی علوم کے حامل طلبہ ہیں انہیں مروّجہ اور متداول قوانین پڑھائے جائیں اور جو مروجہ قوانین کے حامل طلبہ ہیں انہیں فقہ اور اصولِ فقہ کی تعلیم دی جائے۔علاوہ ازیں ایسے طلبہ اور اساتذہ تیار کیے جائیں جو بہ یک وقت احکامِ شرعیہ اور قوانین مروجہ پر دسترس رکھتے ہوں۔اس فیکلٹی کو ڈیزائن اور launch کرنے کے لیے ڈاکٹر حسین حامد حسان اور ڈاکٹر حسن محمود الشافعی مصر سے تشریف لائے۔دونوں اساتذہ علم وفضل اور اخلاص وخلوص کے پیکر تھے۔لیکن یہاں کے ماحول، معاشرت، اقدار اور تعلیمی نظام سے واقف نہ ہونے کی وجہ سے تخطیط اور تنسیق میں دِقت محسوس کر رہے تھے۔ انہیں مقامی طور پر ایسے سکالرز کی ضرورت تھی جو انہیں پاکستان کے احوال واوضاع کے مطابق guide کر سکیں۔ایسے حالات میں ڈاکٹر غازی صاحب مناسب ترین شخصیت کے روپ میں ان کے سامنے آئے۔فیکلٹی آف شریعہ اینڈ لاء اور شریعہ اکیڈمی کی ساری تخطیط ڈاکٹر غازی صاحب نے کی۔آپ ہمیں بتاتے تھے کہ اُن دنوں آپ کا بیشتر وقت ڈاکٹر حسین اور ڈاکٹر شافعی کے ساتھ گزرتا تھا۔

فیکلٹی آف شریعہ اینڈ لاء کو بعد میں مستقل حیثیت دی گئی اور پھر اس فیکلٹی کی بنیاد پر بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی عالم وجود میں آئی۔فیکلٹی آف شریعہ اینڈ لاء میں طلبہ کو داخلہ دیا گیا تو اب ایسے اساتذہ کی ضرورت تھی جو ان طلبہ کو یونیورسٹی کے نصاب اور نظام کے مطابق پڑھا سکیں۔اس مقصد کے لیے ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی کے سکالرز کی خدمات حاصل کی گئیں۔ڈاکٹر احمد حسن (مرحوم) اور ڈاکٹر غازی دونوں فیکلٹی کے اساتذہ میں سرفہرست تھے۔فیکلٹی کے ساتھ شریعہ اکیڈمی میں جب وکلاء اور ججز کے تربیتی پروگرام کا آغاز ہوا تو ڈاکٹر غازی صاحب نے وہاں لیکچرز دینے کا سلسلہ شروع کیا۔شریعہ اکیڈمی میں آپ کی شہرت ''الأحکام السلطانیہ'' (اسلام کا سیاسی نظام) کی تدریس کی وجہ سے تھی۔آپ بڑے ذوق وشوق سے پڑھاتے تھے اور بڑی محنت اور تیاری کر کے کلاس میں جاتے تھے۔

تدریس کے ساتھ ساتھ ڈاکٹر غازی صاحب کا تعلق قلم وقرطاس کے ساتھ برابر قائم رہا۔ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی کا عربی مجلّہ ''الدراسات الإسلامیہ'' 1981ء سے آپ کے زیرِ ادارت چھپتا رہا۔اس مجلّہ نے آپ کی ادارت کے دَور میں نمایاں ترقی کی۔1987ء تک آپ مسلسل اس کے مدیر رہے۔آپ نے مدیر کی حیثیت سے ''الدراسات الاسلامیہ'' کو بین الاقوامی سطح پر متعارف کرایا۔عربی زبان کے ساتھ فطری اور قلبی لگاؤ کی بنا پر آپ ہر ایک مقالہ کو خود پڑھتے تھے اور تفصیل کے ساتھ ایڈٹ کرتے تھے۔شروع میں ''كلمة العدد'' کے عنوان سے اداریہ لکھتے تھے۔ان اداریتی نوٹوں کو پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ ڈاکٹر غازی صاحب کو اس دور میں عربی محاورہ کے استعمال پر کتنا عبور حاصل تھا۔

1984ء میں آپ کو ''فکر ونظر'' کی اِدارت کی ذمہ داری ملی۔''فکر ونظر'' ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی کے آرگن کی

اور سکالرز کے سوالات کے جواب دیئے۔ آپ بتاتے تھے کہ ان دنوں تفسیر، حدیث، فقہ، اصول، تاریخ، منطق، فلسفہ، عربی، فارسی اور انگریزی غرضیکہ تمام علوم وفنون کی اہمیت کا اندازہ ہوا۔ جماعت احمدیہ کے وکلاء ہر قسم اور ہر نوع کے سوالات کرتے تھے اور ہر پہلو سے الجھانے کی کوشش کرتے تھے۔ ڈاکٹر غازی صاحب کو اللہ جل شانہ نے بہت قوی حافظہ عطا فرمایا تھا۔ استحضار کا ملکہ بھی قابل رشک تھا اور گفتگو کرنے کا سلیقہ بھی بہت خوب تھا۔ عدالتِ عالیہ کی جج خاتون تھیں وہ بہت غور سے فریقین کے دلائل سنتی تھیں اور cross examination بھی کرتی تھیں۔ ڈاکٹر غازی صاحب نے ان دنوں میں اس مقدمہ کی پیروی کے سلسلہ میں جو معلومات جمع کیں اور انہیں نوٹس کی شکل میں لکھا۔ آپ کے بقول ہزاروں صفحات پر مشتمل مواد ہے۔ آپ کی شدید خواہش تھی کہ اس مواد کو حاصل کر کے مدوّن کیا جائے اور کتابی شکل میں شائع کیا جائے لیکن بوجوہ ایسا نہ ہوسکا۔

1985ء میں جب دعوہ اکیڈمی کا قیام عمل میں آیا تو ڈاکٹر غازی صاحب نے اس کے پروگراموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ آپ نے تربیت ائمہ پروگرام کے لیے ہفتہ میں ایک لیکچر کا ٹائم دیا۔ عام طور سے لیکچر ایک گھنٹہ کا ہوتا تھا لیکن ڈاکٹر غازی صاحب کی کلاس کبھی بھی دو گھنٹے سے پہلے ختم نہیں ہوتی تھی۔ شرکاء کورس سوال پر سوال کرتے تھے اور آپ خوشی خوشی جواب دیتے تھے۔ آپ کہا کرتے تھے کہ پڑھانے سے زیادہ انہیں سوالات کے جواب دینے میں لطف آتا ہے۔ ایک موقع پر تربیت ائمہ کے شرکاء نے ہڑتال کر دی کلاسوں کا بائیکاٹ کر دیا انہیں شکایت تھی کہ عملۂ تدریس کی کارکردگی سے وہ مطمئن نہیں۔ ہم نے ڈاکٹر غازی صاحب سے درخواست کی کہ اس پروگرام کے لیے ہمیں مزید ٹائم عنایت فرمائیں۔ آپ نے پوچھا: کیا یہ لوگ میری تدریس سے مطمئن ہیں؟ ہم نے کہا: جی ہاں! آپ کی تدریس سے خوش اور مطمئن ہیں۔ کہنے لگے: ٹھیک ہے اگر یہ لوگ مجھ سے خوش ہیں تو میں ہفتہ میں دو دن آیا کروں گا۔ اس کے بعد ڈاکٹر غازی صاحب ہفتہ میں دو دِن آتے رہے۔ اکیڈمی کے رفقاء بھی آپ کے لیکچر میں شریک ہوتے تھے اور مستفید ہوتے تھے۔

1988ء میں جب دعوۃ اکیڈمی کے اندرونی امور اور معاملات میں پیچیدگی اور تناؤ پیدا ہوا اور اس تناؤ نے بالآخر گھمبیر شکل اختیار کر لی تو یونیورسٹی کی انتظامیہ نے دعوۃ اکیڈمی کے مدیر عام کی حیثیت سے ڈاکٹر غازی کا انتخاب کیا۔ مجھے اب تک وہ دِن یاد ہے جب ڈاکٹر غازی صاحب بہت سادگی کے ساتھ دعوۃ اکیڈمی کے دفتر واقع کراچی کمپنی تشریف لائے۔ ہم لوگوں نے آپ کا استقبال کیا آپ سیدھے آڈیٹوریم تشریف لے گئے۔ دعوۃ اکیڈمی کے تمام رفقاء کو جمع کیا گیا۔ آپ نے بہت نپے تُلے انداز میں خطاب کیا اور بتایا کہ دعوۃ اکیڈمی کے تقریباً تمام پروگراموں سے انہیں پوری

''ہمارے معاشرہ میں حدیث کا لٹریچر عام کرنے کی ضرورت ہے اور حدیث کی اساس پر ایسا لٹریچر مرتب کرنے کی ضرورت ہے۔ جو عام فہم ہو۔ روزمرہ کی زندگی سے متعلق ہو اور اس پر کسی موقف کی چھاپ نہ ہو۔''

مطالعۂ حدیث کے علاوہ آپؒ نے کاتبِ حروف سے مطالعۂ اسلام کورس لکھوایا۔ یہ کورس پچاس یونٹوں پر مشتمل تھا۔ میں یونٹ کا مسوّدہ تیار کرتا تھا۔ غازی صاحبؒ اُسے اپنے بریف کیس میں رکھتے تھے۔ اُسے بار بار پڑھتے تھے۔ عبارت میں تسہیل اور اصلاح کرتے تھے اور پھر مجھے واپس دیتے تھے۔ اس کورس کا پورا مسوّدہ آپؒ نے آفسٹ پیپر پر کاتب سے لکھوایا۔ فلمیں بنوائیں۔ مضمون کے مطابق ہر یونٹ کا ٹائٹل ڈیزائنر سے بنوایا اور اس کی طباعت کے لیے بہت اعلیٰ قسم کا کاغذ منگوایا۔ لیکن ابھی مسودہ پریس میں نہیں گیا تھا کہ حالات نے اچانک کروٹ لی۔ آپ کو دعوہ اکیڈمی سے ٹرانسفر کر دیا گیا اور نائب رئیس کے منصب پر فائز کیا گیا۔ دعوہ اکیڈمی کی نئی انتظامیہ نے اپنی سطح اور فہم کے مطابق اس پروجیکٹ کا جائزہ لیا اور اسے غیر ضروری قرار دے کر suspend کر دیا۔ ڈاکٹر غازی صاحبؒ نے بعد میں کئی بار مجھ سے اس کورس اور مسوّدات کے بارے میں تذکرہ کیا۔ میں نے بھی مسوّدات حاصل کرنے کی بڑی کوشش کی۔ لیکن اہل دانش نے معاملہ بڑی سوچ سے الجھایا تھا اور اپنا کام دکھایا تھا۔

1991ء میں آپ کو دعوۃ اکیڈمی کے ساتھ ساتھ شریعہ اکیڈمی کے مدیر عام کی حیثیت سے فرائض سونپے گئے۔ اس اکیڈمی کے ساتھ آپ کا انسلاک اس کے آغاز ہی سے تھا۔ ڈاکٹر صاحبؒ نے شریعہ اکیڈمی میں کئی شعبے قائم کیے۔ اس کی لائبریری پر بطورِ خاص توجہ دی اور فقہ و اصولِ فقہ کے علاوہ مروجہ قوانین سے متعلق basic Sources اور مراجع سے اسے مزین کروایا۔ اکیڈمی سے مطبوعات کا سلسلہ جاری کرایا۔ آپؒ کی خواہش تھی کہ عربی میں جتنی بھی تفاسیرِ احکام ہیں ان کا مروّجہ اُردو میں ترجمہ کرایا جائے اور اکیڈمی کی طرف سے انہیں شائع کرایا جائے۔ اس ضمن میں امام ابو بکر جصّاص کی ''آیات الاحکام'' اور امام قرطبی کی ''الجامع لایات الاحکام'' پر آپؒ کی خصوصی نظر تھی۔ اس مقصد کے لیے آپ نے فنڈز کا اہتمام کر لیا تھا اور کام کا آغاز بھی ہو گیا تھا لیکن بوجوہ منصوبہ کامیاب نہ ہو سکا۔ تفسیر قرطبی کی پہلی جلد بعد میں شریعہ اکیڈمی کی طرف سے چھپ گئی ہے۔ آیات الاحکام کا ترجمہ بھی شائع ہو گیا ہے لیکن جو خاکہ ڈاکٹر صاحب کے ذہن میں تھا اس کے مطابق یہ منصوبہ آگے نہیں بڑھ سکا۔

1994ء سے 2004ء تک ڈاکٹر غازی صاحب بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی کے نائب صدر رہے۔ بہ ظاہر آپؒ نائب صدر تھے لیکن حقیقی معنوں میں یونیورسٹی کے تمام اُمور آپؒ کے حسب منشا چلتے تھے۔ اساتذہ اور طلبہ کے جتنے

جائے اور نصاب میں ترمیم وتخفیف کی جائے۔ دینی مدارس کی تعداد میں منطقی ترتیب پیدا کی جائے۔ ہر صوبے میں ایک مرکزی جامعہ ہو اور باقی مدارس اُس کے ساتھ منسلک ہوں۔ تمام مدارس میں دورۂ حدیث تک درجات نہ ہوں بلکہ بعض مدارس میں ابتدائی درجات ہوں۔ بعض میں متوسطہ اور محض ان مدارس میں موقوف علیہ اور دورۂ حدیث کا درجہ ہو۔ جن کے پاس قابل اساتذہ اور مناسب وسائل موجود ہوں۔

2001ء میں جب ڈاکٹر غازی صاحبؒ مدرسہ تعلیم الاسلام (تبلیغی کالج) کراچی کی تقریبات میں ہمارے ساتھ تشریف لے گئے تو وہاں کے علماء اور مہتممین مدارس کے سامنے آپؒ نے اپنا منصوبہ بڑی تفصیل کے ساتھ پیش کیا۔ آپ کی خواہش تھی کہ وزارتِ مذہبی امور کا فنڈ اِدھر اُدھر خرچ ہونے کے بجائے دینی مدارس کی upgradation پر خرچ ہو۔ لیکن یہ منصوبہ بھی بہت ساری حائل رکاوٹوں کی بناء پر کامیاب نہ ہو سکا۔

اگست 2002ء میں ڈاکٹر غازی صاحب نے وزارتِ مذہبی امور کا قلم دان چھوڑ دیا۔

2004ء میں ڈاکٹر غازی صاحب کو بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی کے بورڈ آف ٹرسٹیز نے بطورِ صدر منتخب کر لیا۔ یہ وہ دَور تھا جب بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی مالیاتی بحران کا شکار تھی اور یونیورسٹی کے کئی یونٹ عملاً معطل ہو کر رہ گئے تھے۔ ڈاکٹر غازی صاحبؒ نے سب سے پہلے یونیورسٹی کے مالیاتی معاملات پر توجہ دی اور حکومتِ وقت کے ساتھ اپنے تعلقات استعمال کرتے ہوئے یونیورسٹی کے فنڈز میں معقول اضافہ کرایا۔ علاوہ ازیں بیرون ملک کئی اداروں کے ساتھ رابطہ کر کے یونیورسٹی کو مالی طور پر مستحکم کر دیا۔ آپ نے یونیورسٹی کے بنیادی کلیات پر توجہ دی۔ کلیہ شریعہ اینڈ لاء کے اُمور و معاملات کو خود دیکھا۔ اس کی فیکلٹی کو بڑھایا اور اقسام میں اضافہ کیا۔ کلیہ اصول الدین میں طلبہ کے لیے سکالرشپ کا اہتمام کیا اور بہت سارے ایسے اقدامات کیے جن کی وجہ سے کلیہ اصول الدین دوبارہ زندہ ہو گیا اور کلاسیں طلبہ سے بھر گئیں۔ کلیہ عربی کے اقسام میں منطقی ترتیب کے مطابق اضافہ کیا۔ آپ کہا کرتے تھے کہ یہ تینوں کلیات اسلامی یونیورسٹی کی جان ہیں۔ یہ کلّیات مخدوم ہیں اور باقی کلّیات ان کی خادم ہیں۔ بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی کی عمارت ڈاکٹر غازی کی یادگار ہے۔ اس عمارت کی تعمیر پر آپ نے بہت خاص توجہ دی۔ آپ کہتے تھے کہ حالات کا کچھ پتہ نہیں چلتا۔ اس لیے عمارت کی تعمیر میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔ جتنا فنڈ دستیاب ہے اسے استعمال کر لینا چاہیے۔ فنڈز کے استعمال میں آپؒ اگرچہ حد درجہ محتاط تھے لیکن جہاں واقعی ضرورت ہوتی تھی وہاں خرچ کرتے تھے۔ جب آپؒ دعوۃ اکیڈمی کے ڈائریکٹر جنرل تھے تو ہر سال اکیڈمی کے بجٹ سے ایک بڑی معقول رقم بچاتے تھے۔ آپؒ کا منصوبہ تھا کہ جب یہ فنڈ دس کروڑ تک پہنچ جائے تو اس کی بنیاد پر دعوۃ ٹرسٹ قائم کریں گے اور اس طرح دعوۃ اکیڈمی اپنے پروگراموں

کلیۂ عربی وعلوم اسلامیہ کے کئی سکالرز نے ڈاکٹر غازی صاحب کی نگرانی میں ایم فل اور پی ایچ ڈی کے مقالات مرتب کیے۔ شاگردوں کے ساتھ آپ کا روّیہ غیر معمولی مشفقانہ ہوتا تھا۔ viva-voce کے دوران زیر بحث مقالہ کے تمام پہلوؤں کو بڑی تفصیل کے ساتھ اُجاگر کرتے تھے اور طلبہ کو رہنمائی فراہم کرتے تھے۔ ایک موقع پر بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی کے ایک سکالر کے مناقشہ میں ہم بیٹھے ہوئے تھے۔ سکالر نے ڈاکٹر غازی صاحب کے اشراف میں مقالہ لکھا تھا۔ میں بیرونی ممتحن کی حیثیت سے تھا۔ جب مناقشہ مکمل ہوا تو ڈاکٹر صاحب نے اُن تمام سوالات پر ایک ایک کر کے بڑی تفصیل کے ساتھ گفتگو فرمائی جو اس سکالر سے کیے گئے تھے اور فرمایا کہ:

''سکالر میں ابھی اتنی پختگی نہیں آئی کہ موضوع کے سارے پہلوؤں کو سمجھ سکے البتہ اپنی سطح کے مطابق اس نے محنت کر لی ہے اور اُمید ہے کہ مستقبل میں مزید محنت کرے گا۔''

ڈاکٹر غازی صاحبؒ کا تعلق 1988ء تک محض تدریس وتحقیق سے رہا۔ لیکن اس کے بعد مسلسل انتظام وانصرام کے اُمور سے بھی منسلک رہے۔ انتظامی معاملات میں آپؒ حد درجہ محتاط رہتے تھے۔ آپؒ نے ہمیں کئی بار بتایا کہ انتظامی امور میں وہ دو اصولوں کو پیش نظر رکھتے ہیں۔ ایک امانت ودیانت اور دوسرا تحمل وبرداشت۔

امانت ودیانت کے لحاظ سے آپ ضرب المثل تھے۔ تحمل وبرداشت کا ملکہ بھی آپ کا غضب کا تھا۔ ایک مرتبہ اسلامی یونیورسٹی کے طلبہ نے آپ کے دفتر کا محاصرہ کر لیا اور صبح سے شام تک آپ کے دفتر کے سامنے دھرنا دے کر بیٹھ گئے۔ ڈاکٹر غازی صاحبؒ سکوت اور خاموشی کے ساتھ دفتر میں بیٹھے رہے۔ عشاء کے بعد جب طلبہ نے محاصرہ اُٹھایا تو آپؒ دفتر سے نکل آئے۔ پورا دِن یونیورسٹی کی انتظامیہ کو نہیں بتایا۔ حالانکہ اُن دنوں آپ نائب رئیس تھے اور صاحبِ اختیار تھے۔ ہمیں اس واقعہ کا علم ہوا تو بہت دُکھ ہوا۔

غازی صاحبؒ بنیادی طور پر یونیورسٹی کے پروفیسر تھے اور پروفیسر کے ساتھ طلبہ کا یہ سلوک بہت ناپسندیدہ تھا۔ ہم نے آپؒ کے دفتر جا کر ملاقات کی اور اس واقعہ پر افسوس کا اظہار کیا۔ دورانِ گفتگو ہمارے ایک ساتھی نے کہا:

''ڈاکٹر صاحب! آپ کم از کم حافظ بشیر صاحب کو اطلاع کر دیتے وہ آ جاتے اور ان طلبہ کو سمجھا کر اُٹھا دیتے۔''

ڈاکٹر غازی صاحب نے فرمایا:

''مسئلہ طلبہ کا نہیں تھا۔ مسئلہ اُن حضرات کا تھا جو ان طلبہ کی پشت پناہی کر رہے ہیں۔ اگر میں مزاحمت کا راستہ اختیار کرتا تو ان کا مقصد پورا ہو جاتا۔ اخبارات میں سرخیاں لگ

عربی اور انگریزی تینوں زبانوں میں آپؒ نے تالیف و تدوین کا کام کیا اور بہت وقیع کام کیا۔ ذیل میں آپ کی تالیفات کی فہرست دی جارہی ہے۔ان تالیفات میں سے ہر ایک تالیف کی اہمیت اور افادیت مُسلمہ ہے۔ان تالیفات کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ آپؒ کو اللہ جل شانہ نے کس حد تک گونا گوں علوم وفنون میں مہارت اور بصیرت سے نوازا تھا۔

English Books

⊙	The Hijrah: Its Philosophy & Message for the Modern Man
⊙	An Analytical Study of the Sannsiyyah Movement
⊙	Renaissance and Revivalism in Muslim India
⊙	The Shorter Book on Muslim International Law
⊙	State & Legislation In Islam
⊙	Prophet of Islam: His Life & Works
⊙	Qadianism

اُردو کتب

⊙	ادب القاضی	⊙	مسودہ قانون قصاص و دیت
⊙	احکام بلوغت	⊙	اسلام کا قانون بین الممالک
⊙	محاضرات قرآن	⊙	محاضرات حدیث
⊙	محاضرات فقہ	⊙	محاضرات سیرۃ
⊙	محاضرات معیشت وتجارت	⊙	اسلامی شریعت اور عصر حاضر
⊙	امر بالمعروف ونہی عن المنکر	⊙	محکمات عالم قرآنی
⊙	قواعد فقہیہ	⊙	قرآن ایک تعارف